لاقانونیت کے نقصانات

فاروق الرحمن یزدانی (مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے جو ضابطہ حیات اسلام کے نام پر قرآن وحدیث کی صورت میں نازل فرمایا ہے وہ بالکل فطرت کے عین مطابق ہے جس میں انسان کے جان ومال، اولاد اور عزت وناموس کا مکمل تحفظ موجود ہے اگر ہم قرآن وحدیث کی ہدایات، اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کو اپنے اوپر لاگو اور نافذ کرلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور سیرت وکردار کو اپنے لیے مشعل راہ بنا کر اپنی زندگیوں کو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈھال لیں تو یقین جانیں کہ کسی کو بھی کسی دوسرے سے کسی بھی معاملے میں کوئی گلہ شکوہ تک نہ رہے کیونکہ پھر ہر شخص دوسرے کے حقوق کا خیال رکھے گا اور اپنے ذمہ فرائض ادا کرے گا۔ آج ہمارے معاشرے میں سب سے بڑی خرابی ہی یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہر آدمی اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے مگر اپنے ذمہ فرائض کو ادا کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ مثلاً ایک مالک اپنے ملازم سے کام تو پورا بلکہ زیادہ لیتا ہے لیکن اسے معاوضہ دینے میں لیت ولعل سے کام لیتا ہے۔ ایک استاد اپنے شاگرد سے غلاموں جیسی خدمت اور فرمانبرداری کا تقاضا تو کرتا ہے لیکن ان کی تعلیم وتربیت سے متعلقہ جو فرائض اس کے ذمہ ہیں ان کی چنداں پرواہ نہیں کرتا وبالعکس ایک ملازم خواہش تو اپنے مالک سے تنخواہ سے بھی زائد بونس اور الاؤنس کی رکھتا ہے لیکن کام وہ اپنی مرضی سے کرنا چاہتا ہے جتنا وہ چاہے اور جب چاہے۔ شاگرد اپنے استاد سے چاہتا ہے کہ اسے دنیا جہان کے علوم وفنون کا ماہر بنا دیا جائے مگر اس کے لئے نہ تو استاد کا احترام وخدمت کرتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی قربانی دینے کا روادار ہے علی ھذا القیاس لیکن اگر اسلام کی تعلیمات کو اپنا لیا جائے تو ہر کوئی اپنے فرائض بھی ادا کریگا اور دوسرے سے اپنے حقوق بھی بغیر مشقت کے حاصل کرلے گا۔ مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اسلام کی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں

جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نا تو ہم اپنی ذمہ داریوں کو پہچان کر پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی ہم اپنے حقوق حاصل کرتے ہیں۔ جس کی زندہ مثال کوٹ رادھا کشن قصور میں ہونے والا تازہ واقعہ ہے کہ جس میں ایک مسیحی جوڑے کو اس الزام پر زندہ جلا دیا گیا کہ انہوں نے قرآن مجید کی توہین کی ہے۔ اور پھر اس سانحہ کی آڑ میں اسلام اور علماء اسلام دینی مدارس اور مساجد کے خطباء و آئمہ کو مطعون کیا جا رہا ہے۔ اور سارے کا سارا ملبہ انہی بے چارے لوگوں پر ڈالا جا رہا ہے۔ حالانکہ اگر بنظر غائر اور انصاف دیکھا جائے تو اس کے اصل ذمہ دار تو حکمران ہیں یا ان کے قانون نافذ کرنے والے ادارے۔ کیونکہ اگر حکمران انصاف کریں اور ایسے قوانین اصول وضوابط بنائیں جو عدل وانصاف اور حق پر مبنی ہوں پھر ان کو پوری ذمہ داری اور سنجیدگی سے نافذ کریں اور ان پر عمل کروائیں تو کوئی چھوٹا ہو یا بڑا کبھی بھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی جرات نہیں کریگا۔ لیکن جب لوگ دیکھتے ہیں کہ حاکم وقت کا قانون غریب، لاچار اور لاوارث کیلئے تو بے آواز لاٹھی بن جاتا ہے اور پھر اس حکمران اور قانون کے نفاذ کی دھاڑ بڑی دور تک سنائی دیتی ہے۔ اگرچہ وہ جرم معمولی نوعیت کا ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن حاکم وقت کیلئے اپنے اختیارات اور قوت نافذہ کے اظہار کیلئے ضروری ہے کہ کسی بے کس و مجبور پر اس قانون کے نفاذ کا تجربہ کیا جائے۔ لیکن جب اسی جرم بلکہ اس سے بھی کسی بڑے جرم کا مرتکب ''صاحب سلامت'' کا کوئی بیٹا۔ بھائی باپ یا داماد وغیرہ ہو تو پھر صاحب کی زبان کو تالا لگ جاتا ہے نا صرف کہ لیت ولعل سے کام لیا جاتا ہے بلکہ قانون کی لاٹھی کی آنکھیں چار ہو جاتی ہیں جس سے وہ مجرم کو پہچان لیتی ہیں کہ اس کے ساتھ قانون کی کس شق کے تحت عمل کرنا ہے۔

عزیز قارئین! جب لوگ ہر روز یہ نظارہ دیکھتے ہیں تو پھر وہ اپنے معاملات خود نمٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لئے انہیں لامحالہ قانون کو ہاتھ میں لینا پڑتا ہے جس کے نتیجے میں وہ زیادتی کے مرتکب بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں ایک تو ان کی آنکھوں میں انتقام کا خون ہوتا ہے اور دوسرا وہ کسی قانون قاعدے کے تو پابند نہیں ہوتے بلکہ انہوں نے خود ہی منصف بن کر جرم کا فیصلہ کرنا ہے اور خود ہی اسے نافذ کرنا ہے۔

جس کی مثال اس وقت وطن عزیز پاکستان میں دیکھی جا سکتی ہے۔ کہ سزائے موت عملاً

معطل ہے اس کا بھی سبب فقط حکمرانوں کے کچھ چہیتوں کو بچانا ہے کیونکہ ان کی مخالفت کی صورت میں حکمرانوں کے مفادات کو خطرہ ہے وہ مفادات کئی قسم کے ہو سکتے ہیں اب چند لوگوں کی خوشنودی کی خاطر ہزاروں ایسے مجرم کہ جو بڑے بڑے سنگین جرائم کی وجہ سے سزائے موت کے حق دار ٹھہرے۔ جیلوں میں آزادانہ بلکہ شاہانہ زندگی گزار رہے ہیں جس کی وجہ سے ہر شخص دلیر ہو گیا ہے کہ اگر میں کسی کو قتل بھی کرونگا تو پھر کونسا پھانسی لگ جانا ہے؟ زیادہ سے زیادہ چند سال جیل میں گزار کر پھر اسی معاشرے کا حصہ بلکہ حاکم وقت کا پہلے سے زیادہ چہیتا اور محبوب بن جاؤنگا کیونکہ اب اس کو میری پہلے سے زیادہ ضرورت ہوگی۔

اگر حکمران چاہتے ہیں کہ ان کی رعایا میں امن وسکون اور قانون کی بالادستی ہو۔ اور ان کا ملک، قوم، ادارہ اور محکمہ ترقی کرے تو پھر انہیں عدل وانصاف کرتے ہوئے قانون کو پوری قوت سے نافذ کرنا ہوگا جو لوگ عدل وانصاف نہیں کرتے یا قانون کے نفاذ میں ڈھنڈی مارتے ہیں وہ حکمران اور سربراہ اپنے گھر، قوم، ملک محکمے اور ادارے کی بربادی کا نا صرف باعث بنتے ہیں بلکہ اس کی بربادی کی بنیاد اپنے ہاتھوں رکھ دیتے ہیں اور یہ بات روزمرہ کے تجربے اور مشاہدے سے بھی ہٹ کر الصادق والمصدوق پیغمبر ﷺ کے فرمان عالی میں بھی موجود ہے۔ ’’حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب حضرت بشیر رضی اللہ عنہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے آپ اس پر گواہ بن جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا اس بیٹے کے علاوہ بھی تیری اولاد ہے تو انہوں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کے غلام تو نے اپنے باقی بچوں کو بھی دیئے ہیں تو عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اعدلو ابین اولادکم. اعدلو ابین اولادکم اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرو، اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دوسرے بچوں کو بھی اسی طرح برابر کا ہبہ یا اس سے بھی واپس لے لو۔‘‘ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کی اولاد ایک جیسا آپ کا احترام اور خدمت کرے۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی اگر ایک جیسا سلوک نہیں کروگے تو گھر برباد ہوگا اور اولاد میں اختلاف

ہو گا کوئی ایک آپ کی خدمت کرے گا تو دوسرا مخالفت) اس سے معلوم ہوا کہ اگر حقیقی اولاد کے درمیان انصاف نہ ہو تو وہ بھی خرابی اور بربادی کا باعث ہوتا ہے چہ جائیکہ غیر اولاد میں انسان ناانصافی اور ظلم وزیادتی کر کے سمجھے کہ امن وسکون اور خوشحالی ہوگی تو

ے این خیال است ومحال است وجنون

اسی طرح جو بھی قانون ہو اس کو بلا تفریق نافذ کیا جائے اس میں اپنے، بیگانے، کمزور، طاقتور، چہیتے اور اجنبی کی تفریق نہ کی جائے تو برکت ہی برکت۔ بصورت دیگر تباہی و بربادی ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ ناانصافی جس سطح پر ہوگی اسی سطح کی بربادی ہوگی مثلاً قوم، ملک، گھر، ادارہ، یا شخصیت اور یہ بھی فرمان عالی شان رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مقدمہ آیا جس میں ایک فاطمہ نامی عورت نے چوری کی تھی۔ اور وہ عرب کے ایک نامور قبیلے ''مخزوم'' سے تعلق رکھتی تھی۔ آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اب اس عورت کی سفارشیں آنا شروع ہوگئیں کہ یہ فاطمہ مخزومیہ کو سزا ملنے سے پورے قبیلے کی بدنامی ہو گی اور معاشرے میں عزت نہ رہے گی لیکن فیصلہ نبوی برقرار رہا آخر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو تیار کیا گیا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ سے سفارش کریں کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو مسجد میں جمع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چند ہی لمحوں میں مسجد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھر گئی کیونکہ لوگوں میں اس کیس کی بہت شہرت تھی اور وہ جاننا چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کیا فیصلہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا کہ لوگوں! میرے پاس فاطمہ مخزومیہ کی سزا کے متعلق بہت سفارشیں آئی ہیں کہ اس کو معاف یا تبدیل کر دیا جائے۔ لوگو! یاد رکھو! تمہارے سے پہلے قومیں اس لیے تباہ و برباد ہوئیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں امیر، غریب میں تفریق کرتے تھے اگر کوئی غریب آدمی جرم کرتا تو اس کو سزا دیتے تھے اور اگر وہی جرم کوئی امیر اور طاقتور کرتا تو اس کو سزا نہیں دیتے تھے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں بھی اسی طرح کا فیصلہ کروں جو ہماری تباہی کا سبب بنے۔ یاد رکھو! یہ فاطمہ تو عرب کے ایک عام قبیلے ''مخزوم'' کی عام عورت ہے۔ لو ان فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرقت لقطعت یدھا اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

آج ہمارے حکمران اور فیصلہ کرنے والی قوتوں کو غور کرنا چاہیے کہ آج کسی کا باپ یا بیٹا، سسر یا داماد، دوست یا خدمت گزار، ووٹر یا سپورٹر کون ہے؟ جو فاطمہ بنت محمد ﷺ سے زیادہ معزز ہو کہ جسے سنگین ترین جرم پر بھی صرف اس لیے سزا نہ دی جائے کہ یہ خاندان اور پارٹی کی بنا پر طاقتور ہے یا اس سے ہمارے مالی مفادات وابستہ ہیں وغیرہ وغیرہ جس کی مثال مقامی و علاقائی کے علاوہ ملکی سطح پر پرویز مشرف وغیرہ دیگر سیاسی شخصیات کے مقدمات کی ہے جن کو گرفتاری کے دوران بھی وی آئی پی سہولتیں میسر ہیں اور مہینوں گزر جانے کے باوجود ابھی تک ان سے تفتیش مکمل نہیں ہو سکی اور نہ ہی ان پر فرد جرم عائد کی جا سکی ہے لیکن ایک غریب اور لاوارث کہ جس کی کوئی سیاسی اپروچ نہیں یا اس کے پاس رشوت دینے کے لئے مال و دولت نہیں یا طبعاً وہ شریف آدمی ہے وہ معمولی سی کوتاہی پر بھی دھر لیا جاتا ہے اور اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ ابھی ماضی قریب میں ہی ایسے واقعات ہوئے کہ جب فیصلہ کرنے والی قوتوں کے اپنے مفادات پر زد پڑتی نظر آئی تو رات کو بھی عدالتیں لگا کر فیصلے سنائے گئے لیکن غریب کے لئے تاریخوں پہ تاریخیں دی جاتی ہیں کہ اچھا اب کرتے ہیں کہ اب کرتے ہیں، اس مصروفیت کے بعد جلدی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ بس اس تاریخ پر معاملہ حل ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

قارئین ذی وقار آپ نے بھی ایسے مناظر بارہا دیکھے ہونگے خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب فیصلہ کرنے والوں کو اپنا کوئی فائدہ نظر آ رہا ہوتا ہے تو وہ خود کرسیاں سیدھی کرتے ہیں پنچایت اور جیوری یا جرگہ کے افراد کو خود جمع کرتے ہیں اور پانچ منٹ میں فیصلہ سنا دیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی معاملہ اپنے یا اپنے کسی عزیز کے خلاف ہو تو پھر مہینوں گزر جانے پر بھی اس کیس کی سماعت کی نوبت بھی نہیں آتی۔ آج بھی وطن عزیز میں ایسی صورتحال ہے کہ عوام اور حکمرانوں نے اپنی اپنی قوتوں کے ساتھ مل کر ایسے اقدامات کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کہ جو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور قوم کی تباہی کا باعث ہو یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے اور یہ ملک بنانے والوں اور اس کے لئے قربانیاں دینے والوں کا خلوص تھا کہ یہ ملک آج تک قائم ہے ورنہ ہمارے اعمال تو اس قابل نہیں ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس کام میں خلوص (اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو) اور محنت ہو اللہ تعالیٰ وہاں آسانیاں پیدا فرماتے ہیں، ہم نے کئی ایسے ادارے اور گھر دیکھے ہیں

کہ جن کے ذمہ داران نے ان کی تباہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کی لیکن ان کے بانیان مخلص تھے کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اجتماعی بربادی سے محفوظ رکھا ہے۔

اس لیے ہمارے حکمران بھی اگر چاہتے ہیں کہ ملک میں امن وسکون ہو اور ان کی رعایا ان سے خوش اور فرمانبردار رہے اور کوٹ رادھا کشن جیسے واقعات رونما نہ ہوں تو انہیں چند ایک عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔

(1) حدود اللہ کا نفاذ بلا تفریق کرنا چاہیے۔(2) جن مجرموں کو سزائے موت ہو چکی ہے اور وہ واقعی مجرم ہیں تو انہیں جلد کیفر کردار تک پہنچانا چاہیے۔(3) کسی بھی مجرم خواہ وہ اپنی ذات کے لئے کتنا ہی قریبی اور مفید کیوں نہ ہو، نا تو اس کی سفارش کریں اور نہ ہی اس کو کسی قسم کی سپورٹ۔ (4) ملک میں رہنے والی تمام اقلیتوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کے حقوق اور حدود کے اندر رکھیں تا کہ انہیں مسلمانوں کی اکثریت کے سروں پر سوار کریں۔(5) اداروں، محکموں، تھانوں وغیرہ میں اہل لوگ مقرر کریں۔اپنے عزیز واقارب یا دوست احباب کو اپنی ذاتی اغراض کے لئے مقرر کر کے قوم کے ساتھ ظلم و زیادتی کے مرتکب نہ ہوں۔(6) اور خصوصاً ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے قوانین کو نا صرف کہ مزید مضبوط اور سخت بنایا جائے بلکہ ان کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے بھی قانون سازی اور عملی اقدامات کئے جائیں۔اور پھر ان کی روح کے مطابق عمل درآمد کروایا جائے۔(7) واقعہ کوٹ رادھا کشن کو ٹیسٹ کیس بنا کر اس کے ذمہ داران کو وہ جو بھی ہوں بلا تفریق قرار واقعی سزا دی جائے تا کہ آئندہ کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی جرات نہ ہو۔ کیونکہ خود ہی کسی کو مجرم ٹھہرا کر سزا دینا ریاست سے بغاوت بھی اور حکمرانوں کی رٹ کو چیلنج بھی اور شرعی لحاظ سے بھی ناجائز کہ کسی زندہ یا مردہ کو جلانا شریعت محمدیہ ﷺ میں جائز نہیں۔(8) ایسے واقعات کی آڑ میں قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ پر طعن کرنے اور اسلام و مسلمانوں کو مطعون کرنے والوں پر بھی قدغن لگائی جائے۔(9) ایسی تمام این۔جی۔اوز اور افراد کی نا صرف کہ مانیٹرنگ کی جائے بلکہ ان کی مکمل تفتیش کر کے ان کے اثاثوں کی چھان بین کر کے قوم کے سامنے لایا جائے۔ جو بین المذاہب ہم آہنگی، عورتوں کے حقوق، بچوں کے حقوق وغیرہ کے خوش نما ناموں کے ساتھ غیر ملکی وطن دشمن، اسلام دشمن قوتوں کے سرمائے پہ نا صرف کے

پل رہے ہیں۔ بلکہ اپنی تجوریوں کو بھی بھر رہے ہیں۔ کیونکہ یہی غیر ملکی فنڈز ایسے واقعات کی آڑ میں میڈیا اور بااثر افراد پر خرچ ہوتے ہیں جس سے ان واقعات کو نہ صرف کہ اچھالا جاتا ہے بلکہ غلط تصویر پیش کر کے ملک وقوم اور اسلام کو بھی بدنام کیا جاتا ہے۔(10) اور آگے بڑھ کر اقلیتوں کو خود تحفظ ناموس رسالت وشعائر اسلام کے قوانین کو ختم کرانے کی بجائے موثر بنانے اور ان کے نفاذ کا مطالبہ کرنا چاہیے تاکہ آئندہ کوئی بھی جتھہ اور گروہ یا بلوہ بغیر تحقیق صرف الزام یا شبے کی بنا پر کسی کی جان، مال اور عزت کو پامال نہ کر سکے۔ تلك عشرة كاملة

آخر میں پھر ایک دفعہ ہر اس شخص سے جو کسی بھی درجے کی مسؤلیت رکھتا ہے کہنا چاہوں گا کہ اپنے ماتحت افراد اور رعایا میں عدل وانصاف کو لازمی قرار دیں اور اس کے لئے دل و جان سے پوری کوشش کریں ورنہ تباہی و بربادی سے آپ کی ٹال مٹول یا ڈنگ ٹپاؤ پالیسی نہیں بچا سکے گی جو اللہ تعالیٰ نے مہلت دی ہے اسے اپنی دانش مندی نہ خیال کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مہلت سمجھ کر فائدہ اٹھائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

واملی لهم ان كيدی متين اور فرمایا:

سنستدرجهم من حيث لا يعلمون

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہماری، ہمارے ملک اور قوم کی نہ صرف کہ حفاظت فرمائے بلکہ اس کو دن دگنی رات چوگنی ترقی بھی عطا فرمائے۔(آمین)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (المائدہ:6)

"اے ایمان والو! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔"